کچھ پروگرام کے بارے میں

مختصر تعارف

Emory University میں اسلام اور انسانی حقوق سے متعلق ایک Fellowship Program ہے جو ایک سہ سالہ پروجیکٹ کا حصہ ہے۔ اس کا اصل مقصد علماء، محققین اور اس میدان میں سرگرم لوگوں کو ایک جگہ مدعو کرنا اور اسلام اور انسانی حقوق کے پیچ رشتہ کی نوعیت کی تحقیق کرنا ہے۔ آج پورے عالم اسلام میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ عالمی انسانی حقوق کا جو ماڈل ہے اور اسلامی قوانین اور روایت کے درمیان ایک طرح کا تنازع اور کشمکش قائم ہے اور روز بروز یہ اختلافات اور کشمکش بڑھتے جارہے ہیں۔ عالم اسلام کے دانشور طبقہ سے ہمیشہ سے ہی اقوام متحدہ کی قرار داروں میں مذکور انسانی حقوق سے متعلق جو اعلانات ہیں اس کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا ہے اور ا ن کے نزدیک یہ مغرب کی روایتوں اور اس کے اقدار کے نفاذ کی کوشش کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو اس بات کا بھی خدشہ ہے اگر وہ اقوام متحدہ کا جو ماڈل ہے اس کو قبول کریں گے تو انہیں روایتی اسلامی قدروں کو ترک کرنا ہوگا اور یہ بات انھیں ناقابل قبول ہے۔ اس پروگرام کا مقصد یہ بھی ہے کہ اس کشمکش کے اسباب کی تلاش کریں ارو ان کے ما بین مفاہمت کی راہ کھوجیں۔

نظریہ

اس پروگرام کے آغاز کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم ان علماء اور محققین جو اس میدان سے منسلک ہیں ان کا تعاون حاصل کریں اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے جد وجہد کریں۔ اس پروگرام کی شروعات اس عقیدے اور یقین کے ساتھ کی گئی ہے کہ دنیاوی انسانی حقوق کی جو اخلاقی بنیاد ہے وہ کسی نہ کسی طور پر ہر مذہب وثقافت میں موجود ہے باوجود اس کے کہ انسانی حقوق کا موجودہ تصور ہم تک مغرب سے ہی پہنچا ہے جس کی شروعات اٹھارھویں صدی میں ہوچکی تھی۔
یورپ اور امریکہ کے سیاسی اور مذہبی مفکرین نے سب سے پہلے انسانی حقوق کا نیا تصور لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اس کا مقصد تھا لوگوں کو قومی ریاست کی بڑھتی ہوئی طاقت سے محفوظ رکھنا۔ قومی ریاست کا جو یورپی تصور تھا اس کی جڑیں دور دور تک پھیل چکی تھیں اور مغربی مما لک کے باہر بھی لوگوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ اس قومی ریاست کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خود کو محفوظ رکھا جائے۔
انسانی حقوق کے علمبرداروں کو اس مسئلہ کا حل صرف اس بات میں دیکھا کہ مغربی طرز کے جو دستوری حقوق انہیں کسی طرح بین الاقوامی قوانین میں تبدیل کردیا جائے۔ لیکن چونکہ کوئی ایسا معتبر بین الاقوامی ضابطہ کار نہیں ہے جس کے ذریعہ انسانی حقوق کا نفاذ کسی قومی حکومت کے خواہشات کے خلاف کیا جائے اور یہ ان کے لیے ہمیشہ ہی ایک پریشانی کا سبب بنا رہا کہ ان قومی ریاستوں کو کس طرح سے امادہ کیا جائے وہ انسانی حقوق کے اس مغربی تصور کو قبول کرلیں۔
اس چیز کے لیے سب سے کارگر طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ مقامی حلقہ کی تلاش کی جائے اور لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا جائے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ عوام الناس اس تصور کو اپنے مذہبی عقیدہ سے ٹکراؤ کی شکل میں نہ دیکھیں۔
وہ لوگ جو انسانی حقوق کے محافظین کی عالم اسلام میں ایک جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں وہ بھی کچھ اسی طرح کی خاص

پریشانیوں سے دوچار ہیں۔ مثلاً لوگوں کو اس بات کی طرف راغب کرنا اور اس کی اہمیت کو لوگوں تک پہنچانا۔ دنیا کے دوسرے بڑے مذاہب کی طرح روایتی اسلامی دینیات کی بھی آج کے انسانی حقوق کے غیر امتیازی اصول سے ہم آہنگی نہیں ہے۔
اسلامی سیاسی مفکرین کے نزدیک سماجی بہبود وفلاح کے لیے ایک مکمل نظریہ پہلے سے ہی وجود میں ہے جو ان کو ایک شریعۂ اسلامی کی شکل میں ملاہے اور جس کی اہمیت ایک آسمانی صحیفہ کی ہے جس میں کوئی رد وبدل نہیں کیا جاسکتاہے۔
مغربی طاقت نے ہمیشہ سے ہی انسانی حقوق کا نو آبادیاتی مداخلت کے لیے سہارا لیا ہے اور یہی نہیں بلکہ عالم اسلام پر تسلط قائم کرنے کے لیے بھی انسانی حقوق ان کے لیے ایک بہانا ہے۔ اس تجربے نے اسلامی سماج میں لوگوں کی زندگی کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا ہے اور مسلمانوں کو مجبور کیا ہے کہ وہ مغرب کے اشاروں پر جدیدیت کا لبادہ اوڑھ لیں۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سارے مسلمان انسانی حقوق سے متعلق مغرب میں جتنی بھی تحریکیں ہیں ان کو مغربی قدروں کے نفاذ سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ایک سیاسی اور تہذیبی تسلط کا سلسلہ ہے۔
ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ بہت سارے مغربی اور غیر مغربی سماج میں ایک کوشش جاری ہے کہ انسانی حقوق کے جدید تصور اور مقامی مذہبی روایات کے درمیان کس طرح سے مفاہمت پیدا کی جائے۔ لیکن آج مذہب اور انسانی حقوق کے درمیان جو تنازعہ ہم دیکھ رہے ہیں ان کی جڑیں عرب ممالک میں زیادہ مضبوط ہیں۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اسلام نے شروع ہی سے لوگوں کی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں ایک مرکزی کردار ادا کیا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ کردار ان ملکوں میں بھی رہا ہے جو خود کو سیکولر کہلانا پسند کرتے ہیں۔ اس لیے عربوں مسلمان جو افریقہ ایشیا اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں ان کے درمیان انسانی حقوق کو ایک مکمل قانونی شکل دینا نہایت ہی مشکل عمل ہے۔

**

The Network

اس Website کو بنانے کا مقصد یہ ہے کہ خواہشمند حضرات ہمارے ان شرکاء
اور اسکالر نک پہنچ سکیں جو انسانی حقوق کے میدان میں سرگرم ہیں۔
یہ Website ان لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوگی جو اس خاص میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کے لیے ایک طرح کا فورم ہوگا جہاں وہ ہمارے اسکالرس سے تبادلہ خیال کر سکتے ہیں اور ان کے ذریعہ چھوٹی موٹی معلومات کی لین دین بھی کی جاسکتی ہے۔ اس Website کے ذریعہ کچھ اشاعت کا بھی کام ہوسکتاہے۔ ہم اس کے ذریعہ بہت سارے مقالات اور کتابیات حاصل کرنے کے علاوہ دوسری انسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطہ بھی قائم کرسکتے ہیں۔
یہ پروگرام ایک News letter بھی شائع کرے گا اور حسب ضرورت مقالات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔

**

ڈائرکٹر اور مشاورتی مجلس

عبد اللہ اے۔ النعیم: آپ Religion and Human Rights پروگرام کے ڈائرکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ قانون کے Charles Howard Candler پروفیسر بھی ہیں۔ Islam and Human Rights پروگرام Emory University میں شعبہ قانون کے تحت کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر النعیم Toward an Islamic Reformation: Civil Liberties Human Rights & International Law, جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے Politics of Memory: Truth, Healing and Social Justice (Ifi Amadiume
کے ساتھ) اور Human Rights in Cross Cultural Perspectives: Quest for Consensus اور
Human Rights in Africa: Cross Cultural Perspectives (Francis Deng کے ساتھ) اور Cultural
Dimensions of Human Rights in the Arab World (عربی زبان میں) اور Universal Rights اور Local
Remedies: Legal Protection of Human Rights under the Constitutions of African
Countries اور Proselytization and Communal Self-Determination in Africa جیسی کتابیں بھی
مرتب کی ہیں۔

انہوں نے پچاس سے زیادہ مقالات انسانی حقوق اور دستور کے حوالے سے لکھا ہے۔ ان کی بہت ساری تحریریں اسلامی
قوانین اور سیاست کے متعلق ہیں۔ وہ ہالینڈ کے International Institute for the Study of Islam میں
اعزازی پروفیسر بھی ہیں۔

۱۹۹۵ء میں Emory University میں آنے سے قبل ڈاکٹر النعیم Washington D.C. کے ایک ادارہ Human
Rights Watch/ Africa میں ڈائرکٹر تھے۔ اس کے علاوہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کے Cairo Ford
Foundation Office میں Scholar-in-Residence کے عہدہ پر بھی فائز تھے۔

وہ فی الحال مصر کے Cairo Institue for Human Rights Studies کے علاوہ Research Action &
Information Network for Bodily Integrity of Women (RAINBO) جس کا آفیس لندن اور نیو یورک
میں ہے۔ اس کی بھی مشاورتی مجلس کے رکن ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گیمبیا کے Institute for Human Rights
& Development کی مشاورتی مجلس میں بھی شامل ہیں۔

ان کا Arab Working Group on Human Rightss جیسے ادارہ سے بھی گہرہ تعلق ہے اور لندن میں واقع
International Centre for Legal Protection of Human Rightss جیسی تنظیم کے بھی ایک سرگرم رکن ہیں۔

ڈاکٹر النعیم کا ان بہت سارے ادراہ سے تعلق ہونے کے علاوہ SOAS کے Center for Middle Eastern and
Islamic Studies اور ملیشیائی Sisters in Islam اور University of London کے بھی ایک اہم رکن ہیں اور
ان اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

Fellowship Program کی مشاورتی مجلس کے سارے ممبران ڈاکٹر النعیم کے معاون کی حیثیت سے کام کرتے ہیں،
ان ممبران کی فہرست مندرجہ ذیل ہے

سلیمہ احمد

محترمہ سلیمہ احمد پیشہ سے ملیشیا میں وکیل ہیں۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں Sisters in Islam نام کی ایک تنظیم کی بنیاد
ڈالی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلام اور جدید قومی ریاست کے موضوع پر ایک ورکشاپ بھی کرایا تھا۔ وہ
Kelantan Hudud قانون کی مہم مے بہت سرگرم تھیں۔ انہوں نے دو کتابچہ بھی مرتب کیے ہیں جس کا موضوع ہے
مساوات اور عورتوں کے ساتھ زیادتی۔ ۱۹۹۷ء جولائی سے آپ کا Sisters in Islam سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
انہوں نے دس سال تک گھریلو تنازع اور تشدد کے خلاف ایک مہم چلائی اور فی الحال جنسی استحصال کے خلاف ان کی مہم
جاری ہے۔ وہ عورتوں کے حقوق کے لیے بہت ساری تنظیموں کے ساتھ جیسے Asia Pacific Forum on Law,
Women and Development (APWLD) اور Women Living under Muslim Laws Network
(WLUML) مل کر کام کررہی ہیں۔ ان سب کے ساتھ ساتھ وہ بہت سارے دوسرے میدان میں جیسے انسانی حقوق،
عورتوں کے مسائل مذہب اور قانون، سرگرم ہیں۔

کسندرا بالچین

محترمہ بالچین 'Women Living Under Muslim Law' پروگرام کی رابطہ کار ہیں۔ یہ پروگرام بہت ساری عورتوں کی تنظیمات کے ساتھ ملکر کام کرتا ہے اور اس کا اصل مقصد اسلامی معاشرہ میں عورتوں کے حقوق کو فروغ دینا ہے۔ بالچین فی الوقت پاکستان اور انگلینڈ دونوں جگھوں پہ مقیم ہیں۔

بہاء الدین حسین

یہ محترم 'Cairo Institute for Human Rights Studies' کے ڈائرکٹر میں۔ یہ ادارہ مصر میں قائم ہے۔

عائشہ ایمان

محترمہ عائشہ 'Women Living Under Muslim Laws' پروگرام کی مغربی افریقہ کی شاخ کی رابطہ کار ہیں۔محترمہ کا تعلق نائجیریا سے ہے اور وہاں عورتوں کے حقوق کو لے کر کافی سرگرم ہیں۔

آصفہ قریشی

ان کا تعلق امریکہ سے ہے اور وہاں پہ یہ انسانی حقوق کی وکیل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بین الاقوامی تنظیم Muslim Women Lawyers for Human Rights کی بنیادی رکن ہیں۔

**

Emory University اور اس کے وسائل

Islam and Human Rights پروگرام میں جو حضرات Emory University سے منسلک ہیں ان کے لیے یہاں پہ بہت ساری سہولتیں ہیں جس سے وہ استفادہ کرسکتے ہیں اور یہاں پر جو Fellowship کا بندوبست ہے وہ درحقیقت Law and Religion پروگرام کا ہی حصہ ہے۔

Emory University میں ایک دوسرا پروگرام ہے جو Ford Foundation کے مالی تعاون سے چلتاہے۔ Law and Religion پروگرام کا اصل مقصد ہے قانون سے متعلق مذہبی نظریہ کی تحقیق وتفتیش کرنا اور ساتھ ساتھ مذہب کے قانونی نظریہ کی کھوج کرنا اور مذہبی اور قانونی افکار کے درمیان باہمی عمل کی راہ تلاش کرنی ہے۔

اس پروگرام کی شروعات ۱۹۸۲ء میں کی گئی تھی۔ یہ پروگرام طلبا اور محققین دونوں کے لیے ایک طرح کا منفرد فارم ہے جہاں پر علم کے مختلف شعبوں کا مطالعہ ایک ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ بہت سارے مخصوص نصاب تعلیم، پروجکٹ، اشاعت، کانفرنس اور مذاکرات کے ذریعہ اس کا مقصد قانونی اور مذہبی میدانوں کے درمیان صلح و مفاہمت پیدا کرنا ہے۔ معنویت کے لحاظ سے یہ پروگرام کافی تعاونی بھی ہے اور تقابلی بھی ہے اور اس کا زیادہ زور یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی مذہبی روایات پر ہے۔

اس پروگرام کے تحت امریکہ اور دیگر ممالک میں کئی بڑے سمینار کرائے گئے ہیں Law and Religion پروگرام بہت سارے کئی سالہ پروجکٹ میں مصروف ہے اور اس کے کام میں اور Islam & Human Rights Fellowship کے کام میں کافی حدتک مماثلت پائی جاتی ہے۔

Religion and Human Rights پروجکٹ کا اصل مقصد ہے انسانی حقوق میں وہی نظریہ اور زاویہ کی تلاش کرنا اور خاص کر غیر مغربی معاشرہ میں Ford Foundation نے اس پروجیکٹ کے دو بڑے حصہ کو مالی تعاون فراہم کیا (۱) افریقہ میں انسانی حقوق اور ثقافتی تبدیلی کا مکمل مطالعہ(۲۰۰۱-۱۹۹۶) جس کا اصل میدان عورت اور اراضی جیسا موضوع تھا (۲) اسلامی عائلی قانون کا مکمل مطالعہ اور بہت سارے مسلم معاشرے میں اکثریت اور اقلیت کے تناظر میں اس کا عملی خاکہ بنانا۔ ان دونوں تحقیقات کا نتیجہ آپ حسب ترتیب Website پر دیکھ سکتے ہیں
www.law.emory.edu/WAL اور www.law.emory.edu/IFL
۲۰۰۲ء میں اس پروجکٹ نے Islamic Family Law اور Islamic Family Law in a Changing World کے موضوع پہ ایک گائڈ بھی نکالی ہے جسے Zed Books: London & New York نے چھاپی ہے۔
Law & Religion پروگرام Emory University کے اس جامع تصور کا حصہ ہے جس کا مقصد ہے بہت سارے علمی شعبوں کی ایک ساتھ تحقیق کرنا اور اس میدان میں ایک بین الاقوامی سطح کی نئی شروعات کرنا ہے اور یہ شروعات قدیم آزاد خیال تعلیم وفن سے ہوگی۔ دوسری بہت ساری یونیورسٹی بھی اسی طرح کا پروگرام شروع کرنے والی ہیں اور وہ اس روایتی نصاب تعلیم میں کچھ اضافہ بھی کریں گی جس کے تحت طلبا اور اساتذہ جو مختلف میدان اور نظریہ سے تعلق رکھتے ہیں کو ایک جگہ لایا جاسکے گا۔ اس میں مندرجہ ذیل پروگرام شامل ہیں Women's Studies, Institute for Liberal Arts, Violence Studies, African-American Studies, ,Center for Ethics & Public Policy in the Professions, Aquinas Center for Technology, Halle Institute for Global Learning اس کے علاوہ دوسرے ایشیا، افریقہ، لاطینی امریکہ، مشرقی یورپ اور مشرق وسطی میں Asia Studies کے پروگرام ہیں ان میں بہت سارے پروگرام Law & Religion کے ساتھ ملکر کام کررہے ہیں اور اسی مقصد کے تحت Law & Religion نے Center for Interdisciplinary Study of Religion کے نام سے ایک نیا مرکز قائم کیا ہے۔

**